بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ

[سورۂ مزمل: ۲۰]

رسالہ

فضائلِ تجارت

از

عارف باللہ بَرَکَۃُ العَصرِ زُبدَۃُ السَّلَفِ حُجَّۃُ الْخَلَفِ

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمّد زَکَرِیَّا صاحب کاندھلوی قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ

جس میں فضائل تجارت، اسباب معاش، کسب حلال کی اہمیت اور حرام سے پرہیز کی ضرورت اور اکابر کے واقعات درج ہیں، نیز توکل وغیرہ پر مفصل کلام کیا ہے۔

پہلا ایڈیشن

ماہ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ مطابق ماہ مارچ ۲۰۱۴ء

Published by
Deeniyat Educational and Charitable Trust
Mumbai, India.

ناشر
دینیات ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ
ممبئی، ہندوستان۔

Tel : 022 23051111 | info@deeniyat.com | www.deeniyat.com

Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai 008 400

عرض ناشر

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اعمال کی فضیلت واہمیت پر تحریر کردہ مختلف رسالے ''فضائل اعمال وفضائل صدقات'' کے نام سے دو جلدوں میں بہت ہی مشہور اورعوام و خواص کے درمیان بے پناہ مقبول ہیں ،اس مقبولیت میں جہاں حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص اور علمی گہرائی کا دخل ہے، وہیں مجدّد دعوت وتبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور دعوت وتبلیغ کے کام کی خاص برکت بھی ہے۔

''فضائل تجارت'' نامی یہ رسالہ جو فی الوقت آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ بھی حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عظیم تصنیف ہے جو انھوں نے فضائل اعمال وفضائل صدقات ہی کی طرح اپنے چچا محترم حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر تحریر فرمایا تھا۔

ادارۂ دینیات، ممبئی کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے کہ اتنا اہم رسالہ ادارے سے مندرجہ ذیل خصوصیات سے آراستہ ہوکر شائع ہورہا ہے؛ تاکہ لوگ اقتصادی اور معاشی میدان میں رہبری کے لیے اس رسالے سے حتی المقدور استفادہ کرسکیں۔

① تمام احادیث کی عربی عبارت پر اعراب لگائے گئے ہیں،اور ہندوستان میں مروجہ خط نسخ میں ان کو تحریر کیا گیا ہے۔
② احادیث کے اردو ترجمے عربی عبارت کے سامنے تحریر کیے گئے ہیں۔
③ احادیث میں کتابت کی غلطیوں کو دور کیا گیا ہے،اوران کے حوالے ملائے گئے ہیں۔
④ مشکل الفاظ کی تسہیل نیچے حاشیہ میں کی گئی ہے،لفظی ترجمے کے بجائے سیاق وسباق کی مناسبت سے معنیٰ کا انتخاب کیا گیا ہے۔
⑤ فارسی اور عربی جملوں اور اشعار کا ترجمہ بھی حاشیہ میں تحریر کیا گیا ہے۔
⑥ آیات قرآنیہ کے حوالے بھی تحریر کیے گئے ہیں۔
⑦ مشکل الفاظ اور اسماء پر اعراب لگائے گئے ہیں۔
⑧ احادیث کی تشریح اور فائدے نئے پیراگراف سے شروع کیے گئے ہیں۔
⑨ حتی الوسع رموز واملا کی رعایت کی گئی ہے۔
⑩ اجرت، تجارت اور زراعت وغیرہ کی فصلوں کو نئے صفحہ سے شروع کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ادارہ کی اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔(آمین)

ادارۂ دینیات (ممبئی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا، أَمَّا بَعْدُ!

چچا جان مجدد تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی نور اللہ مرقدہٗ[1] کے تعمیل ارشاد[2] میں اس ناپاک ونا کارہ[3] کے قلم سے، فضائل اعمال کے سلسلہ میں چند رسائل شائع ہو چکے ہیں اور میری ناپاکی کے باوجود ان کے ارشاد کی برکت سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مفید بھی ہوئے اور بہت کثرت سے شائع[4] ہو رہے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ وَلَكَ الشُّكْرُ كُلُّهٗ، اَللّٰهُمَّ لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔[5]

انھوں نے اپنی حیات کے آخر میں دو رسالوں کے لکھنے کا بہت زور سے حکم فرمایا تھا۔ ایک انفاق فی سبیل اللہ[6]، اور دوسرا فضائل تجارت، ان دونوں میں سے فضائل انفاق تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے عرصہ ہوا لکھا جا چکا، اور فضائل صدقات کے نام سے شائع ہوا، لیکن تجارت کے بارے میں باوجود ان کے تاکیدی حکم کے اب تک نہ لکھا جاسکا، وہ زمانہ ان کی شدت علالت[7] کا تھا، جس کی وجہ سے مجھے نظام الدین دہلی بار بار حاضر ہونا پڑتا تھا اور مدرسہ مظاہر علوم کے تعلیمی سال کے اختتام کی وجہ سے اور بالخصوص بخاری شریف کے اختتام کی وجہ سے بار بار سہارنپور بھی آنا ہوتا تھا کہ نہ یہاں قیام کرسکتا تھا نہ وہاں، اس لیے ہر ہفتہ دو تین دن سہارنپور گذارتا اور دو تین دن دہلی، جیسا کہ میں فضائل حج اور فضائل صدقات کے

حل لغات: ① اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے روشن کرے۔ ② حکم کو پورا کرنا۔ ③ مراد شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ④ چھپ رہے ہیں۔ ⑤ اے اللہ! تمام تعریف آپ ہی کے لیے ہے تمام شکر آپ ہی کے لیے ہے، اے اللہ! جیسی آپ نے اپنی تعریف کی ہے ہم آپ کی تعریف ویسی نہیں کرسکتے۔ ⑥ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا۔ ⑦ سخت بیماری۔

مقدمہ[۱] میں مختصراً لکھ بھی چکا ہوں۔ان کے تاکیدی حکم کی وجہ سے تجارت کے فضائل میں ایک رسالہ ان کی حیات ہی میں شروع بھی کر دیا تھا۔اور ایک خاکہ بھی لکھ دیا تھا جس میں اپنے طرز کے موافق چند ابواب، چند فصول[۲]، اور خاتمہ میں چند قصص[۳] کا اجمال[۴] لکھ کر ان کی خدمت میں پیش بھی کر دیا تھا مگر وہ اپنی علالت کی وجہ سے اسے سن نہ سکے، میرا دل چاہتا تھا کہ وہ حیات میں سن لیں اور جو کوتاہی، یا کمی ہو اس پر تنبیہ کر دیں؛ تاکہ میں اس کے مطابق تکمیل کر سکوں، لیکن اپنی شدت علالت کی وجہ سے وہ خود تو نہ سن سکے۔انھوں نے فرما دیا تھا کہ اس مسوّدہ[۵] کو میرے دوستوں کی جماعت کو دیدو کہ وہ اپنے علمی مذاکرہ میں اس پر غور کر لیں اور جو کمی زیادتی اس میں ہو اس پر متنبہ کر دیں، میرا تو دل چاہتا تھا کہ وہ خود سن لیتے تو زیادہ اچھا تھا۔مگر ان کی شدید علالت اور میری مسلسل دہلی میں عدم حاضری[۶] کی وجہ سے میں اس رسالہ کو چچا جان کو تو نہ سنا سکا، ان کی تعمیلِ حکم میں ان کی جماعت کے افراد کو دے آیا تھا۔اور ایک آدھ پھیرے میں میں نے ان سے مطالبہ اور تقاضا بھی کیا، مگر وہ بھی اپنے اپنے مشاغل[۷] اور چچا جان کی بیماری کی وجہ سے کہتے رہے کہ ابھی پورا نہیں ہو سکا، اسی میں چچا جان کا انتقال ہو گیا۔ نور اللہ تعالیٰ مرقدہ ''اعلی اللہ مراتبہ[۸]'' اور یہ ناکارہ ابتداء اپنے مشاغل کی کثرت بالخصوص مظاہر علوم کے تعلیمی اور انتظامی اُمور اور اپنے تالیفی[۹] سلسلہ کے بالخصوص احادیث کی شروح[۱۰] وغیرہ میں جو کام کر رہا تھا اس میں اس حکم کی تعمیل نہ کر سکا جس کا بہت افسوس ہے، اب مدینہ منورہ کے چند سالہ قیام میں مدرسہ کی مشغولیت تو نہ رہی، مگر اس کے بجائے امراض[۱۱] نے گھیر لیا اور پانچ چھ سال میں روز افزوں[۱۲] امراض کا شکار رہا، مگر جب چچا جان کے تاکیدی حکم کا خیال آتا ہے، تو اپنی عدمِ تعمیل[۱۳] پر بہت قلق[۱۴] ہوتا ہے،

حل لغات: (۱) کتاب کے شروع میں کتاب کا تعارفی مضمون، دیباچہ۔ (۲) فصل کی جمع، کتاب کا ایک حصہ۔ (۳) قصے۔ (۴) کسی چیز کو مختصر انداز میں بیان کرنا۔ (۵) وہ مضمون جو سرسری طور پر لکھا جائے اور جسے صاف کرنے کی ضرورت ہو۔ (۶) غیر موجودگی۔ (۷) مصروفیات۔ (۸) اللہ تعالیٰ ان کے مرتبہ کو بلند فرمائے۔ (۹) کتاب لکھنے کا سلسلہ۔ (۱۰) وہ کتابیں جن میں احادیث کی شرح و وضاحت کی گئی ہو۔ (۱۱) بیماریاں۔ (۱۲) دن بہ دن بڑھنا۔ (۱۳) حکم پورا نہ کرنا۔ (۱۴) افسوس۔

چند[1] ماہ سے بہت ہی امراض نے گھیر رکھا ہے، کوئی علمی کام تو ہو نہیں سکا، بار بار اس رسالہ کی یاد ستاتی رہی کہ آج ۱۷/ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ شب چہارشنبہ[2] میں مسجد نبوی میں اس کی بسم اللہ تو کرادی اور اپنے مخلص دوست صوفی اقبال صاحب جن کی کئی تصانیف[3] میرے ہی کہنے سے لکھی جاچکی ہیں اور شائع ہوچکی ہیں، ان سے درخواست کی ہے کہ اپنے پورا کرنے کی تو اُمید نہیں ہے وہ پورا کردیں، مگر چچا جان کی توجہ سے خود ہی لکھوا دیا۔ اگرچہ اُس وقت جو مضمون ذہن میں تھا، وہ تو یاد رہا نہیں اور وہ مسودہ بھی نہیں ملا اور چچا جان کے زمانہ کے علماء بھی جاچکے، اللہ تعالیٰ اس مبارک کام کو پورا کرادے، تاکہ چچا جان کے اعمال حسنہ[4] میں یہ بھی داخل ہوجائے۔ میرا سابقہ[5] مقدمہ تو باوجود تحقیقات[6] کے نہ مل سکا اور نہ یہ معلوم ہوسکا کہ اب کہاں ہے، اس لیے از سرِنو[7] اب بسم اللہ کرائی اور تبرکاً[8] ابتداء میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ تعالیٰ مرقدہٗ کی بہشتی زیور کا ایک مضمون نقل کروا رہا ہوں، جس کو حضرت نے بہشتی زیور نمبر ۵ کے ضمیمہ[9] میں کسبِ حلال[10] کے عنوان سے درج فرمایا ہے۔

حل لغات: (۱) چند مہینے۔ (۲) بدھ کی رات۔ (۳) کتابیں۔ (۴) نیک اعمال۔ (۵) پچھلا، گذرا ہوا۔ (۶) تلاش۔ (۷) نئے سرے سے۔ (۸) برکت کے طور پر۔ (۹) تتمہ، اضافہ۔ (۱۰) حلال کمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حلال مال طلب کرنے کا بیان

(۱) حدیث میں ہے کہ حلال مال کا طلب کرنا فرض ہے بعد اور فرض کے، مطلب یہ ہے کہ حلال مال کا حاصل کرنا فرض ہے بعد اور فرضوں کے، یعنی ان فرضوں کے بعد جو ارکانِ[۱] اسلام ہیں۔ جیسے نماز، روزہ وغیرہ، یعنی مالِ حلال کی طلب فرض تو ہے؛ مگر اس فرض کا رتبہ دوسرے فرضوں سے کم ہے جو کہ ارکان اسلام ہیں، اور یہ فرض اس شخص کے ذمہ ہے جو مال کا ضروری خرچ کے لیے محتاج ہو، خواہ اپنی ضرورت رفع[۲] کرنے کو یا اپنے اہل وعیال[۳] کی ضرورت رفع کرنے کو اور جس شخص کے پاس بقدر ضرورت موجود ہے، مثلاً صاحبِ جائداد ہے یا اور کسی طرح سے اس کو مال مل گیا، تو اس کے ذمہ یہ فرض نہیں رہتا، اس لیے کہ مال کو حق تعالیٰ شانہ نے حاجتوں کے رفع کرنے کے لیے پیدا کیا ہے، تاکہ بندہ ضروری حاجتیں پوری کر کے اللہ تعالیٰ شانہ کی عبادت میں مشغول ہو، کیوں کہ بغیر کھائے پیے عبادت نہیں ہوسکتی، پس مال مقصود لذاتہٖ[۴] نہیں؛ بلکہ مطلوب لغیرہٖ[۵] ہے، سو جب ضرورت کے قابل میسر[۶] ہوگیا، تو خواہ مخواہ[۷] حرص[۸] کی وجہ سے اس کو طلب کرنا اور بڑھانا نہیں چاہیے، پس جس کے پاس قدر ضرورت موجود ہو اس پر بڑھانا فرض نہیں، بلکہ مال کی حرص خدا تعالیٰ سے غافل کرنے والی اور اس کی کثرت گناہوں میں مبتلا کرنے والی ہے۔ خوب سمجھ لو! اور اس بات کا لحاظ[۹] رہے کہ مال حلال میسر آوے، حرام کی طرف مسلمان کی بالکل توجہ نہیں ہونی چاہیے، اس لیے کہ وہ مال بے برکت ہوتا ہے، اور ایسا شخص جو کہ حرام خور[۱۰] ہو، دین و دنیا میں ذلت اور خدا تعالیٰ کی پھٹکار میں مبتلا رہتا ہے اور بعضے جاہلوں کا یہ خیال کہ آج کل حلال مال کمانا غیر ممکن ہے، اور حلال مال ملنے سے مایوسی ہے، سراسر غلط اور شیطان کا دھوکہ ہے،

حل لغات: (۱) رکن کی جمع، بنیاد۔ (۲) دور کرنا۔ (۳) گھر والے۔ (۴) اصل مقصود۔ (۵) جس کی ضرورت دوسرے کی وجہ سے ہو۔ (۶) مل گیا۔ (۷) بلا ضرورت۔ (۸) لالچ۔ (۹) خیال۔ (۱۰) حرام کھانے والا۔

خوب یاد رکھو کہ شریعت پر عمل کرنے والے کی غیب سے مدد ہوتی ہے، جس کی نیت حلال کھانے اور حرام سے بچنے کی ہوتی ہے، حق تعالیٰ اس کو ایسا ہی مال مرحمت[1] فرماتے ہیں اور یہ اَمر[2] مشاہدہ[3] سے ثابت ہے اور قرآن وحدیث میں تو جابجا[4] یہ وعدہ آیا ہے، اس نازک زمانہ میں جن خدا کے بندوں نے حرام اور شبہ کے مال سے اپنے نفس کو روک لیا ہے، ان کو حق تعالیٰ شانہٗ عمدہ حلال مال مرحمت فرماتے ہیں، اور وہ لوگ حرام خوروں سے زیادہ راحت وعزت سے رہتے ہیں، جو شخص اپنے ساتھ اور دوسرے حضرات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ دیکھتا ہے، اور جابجا قرآن وحدیث میں یہ مضمون پاتا ہے وہ ایسے جاہلوں کے کہنے کی کچھ پرواہ نہیں کرسکتا اور اگر کسی معتبر[5] کتاب میں ایسی باتیں نظر سے گذریں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے جو جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے، پس جب وہ مضمون دیکھو تو کسی پکے دیندار عالم سے اس کا مطلب دریافت کرو، ان شاء اللہ تعالیٰ تمہاری تسلی ہو جائے گی اور ایسی بیہودہ[6] باتوں کا وسوسہ دل سے نکل جائے گا، خوب سمجھ لو! لوگ مال کے باب[7] میں بہت کم احتیاط کرتے ہیں، ناجائز نوکریاں کرتے ہیں، دوسروں کی حق تلفی[8] کرتے ہیں، یہ سب حرام ہے، اور خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی بات کی کمی نہیں، جس قدر تقدیر میں لکھا ہے، وہ ضرور مل کر رہے گا، پھر بدنیتی کرنا، اور دوزخ میں جانے کی تیاری کرنا، کونسی عقل کی بات ہے، چوں کہ لوگوں کو مال حلال کی طرف توجہ بہت کم ہے، اس لیے بار بار تاکید سے یہ مضمون بیان کیا گیا۔

دنیا میں اصل مقصود انسان اور جن کی پیدائش سے یہ ہے کہ انسان اور جن حق تعالیٰ کی عبادت کریں، لہٰذا اس بات کا ہر معاملہ میں خیال رکھو، اور کھانا پینا اس لیے ہے کہ قوت[9] پیدا ہو، جس سے خدا کا نام لے سکے، یہ مطلب نہیں ہے کہ شب وروز[10] لذتوں میں مشغول رہے، اور اللہ میاں کو بھول جاوے اور ان کی نافرمانی کرے، بعضے جاہلوں کا یہ خیال

حل لغات: (۱) دیتے۔ (۲) بات۔ (۳) تجربہ۔ (۴) جگہ جگہ۔ (۵) بھروسہ کے لائق۔ (۶) غلط۔ (۷) بارے میں۔ (۸) حق مارتے۔ (۹) طاقت۔ (۱۰) رات دِن۔

کہ دنیا میں فقط کھانے پہننے اور لذتیں اُڑانے کے لیے آئے ہیں، سخت بد دینی کی بات ہے، اللہ تعالیٰ جہالت کا ناس[1] کرے کیسی بُری بلا ہے۔

(۲) حدیث میں ہے؛ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے: کسی نے نہیں کھایا کوئی کھانا کبھی، بہتر اس کھانے سے جو اپنے دونوں ہاتھوں کے عمل سے ہو، اور بے شک خدا کے نبی حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنے ہاتھوں کے عمل سے کھاتے تھے، مطلب یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کی کمائی بہت عمدہ چیز[2] ہے، مثلاً کوئی پیشہ کرنا یا تجارت کرنا وغیرہ، خواہ مخواہ کسی پر بوجھ ڈالنا نہ چاہیے، اور پیشے کو حقیر[3] نہ سمجھنا چاہیے۔ جب اس قسم کے کام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کیے ہیں، تو اور کون ایسا شخص ہے جس کی آبرو[4] ان حضرات سے بڑھ کر ہے، بلکہ کسی کی ان حضرات کے برابر بھی نہیں، ان سے بڑھ کر تو کیا ہوتی۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی نبی ایسے نہیں ہوئے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ خوب سمجھ لو! اور جہالت سے بچو، اور بعضے لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کسی کے پاس مالِ حلال ہو، مگر اپنے ہاتھ کا کمایا ہوا نہ ہو، بلکہ میراث میں ملا، یا اور کسی حلال ذریعہ سے میسّر[5] آیا ہو، تو خواہ مخواہ اپنے کمانے کی فکر کرتے ہیں، اور اس کو عبادت میں مشغول ہونے سے بہتر سمجھتے ہیں، یہ سخت غلطی ہے، بلکہ ایسے شخص کے لیے عبادت میں مشغول ہونا بہتر ہے، جب اللہ تعالیٰ نے اطمینان دیا اور رزق کی فکر سے فارغ البال[6] کیا، تو پھر بڑی ناشکری ہے کہ اس کا نام اچھی طرح نہ لیوے اور مال ہی کو بڑھائے جاوے، بلکہ مالِ حلال تو جس طرح سے میسر آوے بشرطیکہ کوئی ذلت نہ اُٹھانی پڑے، وہ سب عمدہ ہے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اس کی بڑی قدر کرنی چاہیے، اور انتظام سے خرچ کرنا چاہیے، فضول نہ اڑانا چاہیے، اور حدیث کا مطلب تو یہ ہے کہ لوگ اپنا بار کسی پر نہ ڈالیں اور لوگوں سے بھیک نہ مانگیں جب تک کوئی

حل لغات: (۱) برا کرے۔ (۲) اچھی چیز۔ (۳) ذلیل۔ (۴) عزت۔ (۵) ملا ہو۔ (۶) بے فکر۔

خاص ایسی مجبوری نہ ہو، جس کو شریعت نے مجبوری قرار دیا ہو۔ اور پیشہ کو حقیر نہ سمجھے اور حلال مال طلب کرے، کمائی کو عیب[1] نہ سمجھیں۔ سو اس وجہ سے یہ مضمون مبالغہ[2] کے طور پر بیان فرمایا گیا، تاکہ لوگ اپنے ہاتھ سے کمانے کو برا نہ سمجھیں اور کمائیں اور کھائیں اور کھلائیں اور خیرات کریں[3]۔ حدیث کی یہ غرض نہیں ہے کہ سوائے اپنے ہاتھ کی کمائی کے اور کسی طرح سے جو حلال مال ملا ہو، وہ حلال نہیں یا ہاتھ کی کمائی کے برابر نہیں، بلکہ بعض مال اپنے ہاتھ کی کمائی سے بڑھ کر ہوتا ہے اور بعضے ناواقف[4] سچے خاصان[5] خدا پر جو متوکل[6] ہیں طعن[7] کرتے ہیں اور دلیل[8] میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں، جو مذکور[9] ہوئی کہ ان کو اپنے ہاتھ سے کمانا چاہیے۔ محض[10] توکل پر بیٹھنا اور نذرانوں[11] سے گذر کرنا اچھا نہیں، یہ ان کی سخت نادانی[12] ہے اور یہ اعتراض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے ڈرنا چاہیے، سخت اندیشہ[13] ہے کہ ان بزرگوں کی بے ادبی اور ان پر لعن طعن[14] سے دارین[15] میں بلا نازل ہو اور طعن کرنے والوں کو ہلاک کر دے، بلکہ اولیاء اللہ کی بے ادبی سے ایمان جاتے رہنے اور بُرا خاتمہ ہونے کا اندیشہ ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس دن سے پہلے ناپید[16] کر دے، جس دن بزرگوں پر اعتراض کرے کہ اس کے حق میں یہی بہتر ہے، میں کہتا ہوں کہ قرآن اور حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے، بشرطیکہ اِنصاف سے اور طلبِ حق کے لیے تأمل[17] کیا جاوے کہ جس شخص میں توکل کی شرطیں پائی جاویں تو اس کے لیے توکل کرنا کمانے سے بدرجہا[18] افضل ہے اور یہ اعلیٰ مقام ہے مقامات ولایت[19] سے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود متوکل تھے اور جو آمدنی متوکل کو ہوتی ہے، وہ ہاتھ کی کمائی سے بہت بہتر ہے اور اس میں خاص برکت اور

حل لغات: (۱) برا۔ (۲) پوری کوشش سے سمجھانے۔ (۳) صدقہ دینا۔ (۴) ناسمجھ۔ (۵) خدا کے خاص بندے۔ (۶) اللہ پر بھروسہ کرنے والے۔ (۷) طعنہ دینا۔ (۸) ثبوت۔ (۹) ذکر کی ہوئی۔ (۱۰) صرف۔ (۱۱) تحفہ، ہدیہ۔ (۱۲) ناسمجھی۔ (۱۳) ڈر۔ (۱۴) برا بھلا کہنا۔ (۱۵) دنیا و آخرت۔ (۱۶) موت دے دے۔ (۱۷) غور۔ (۱۸) کئی درجہ۔ (۱۹) ولی ہونے کے درجات۔

خاص نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یہ رتبہ مرحمت فرمایا ہے، اور بصیرت[1] اور فہم[2] اور نور عطا فرمایا ہے، وہ کھلی آنکھوں اس کی برکت دیکھتا ہے، اور اس کا تفصیلی بیان کسی خاص موقع پر کیا جاوے گا، چوں کہ یہ مختصر[3] رسالہ ہے، اس لیے طوالت[4] کی گنجائش نہیں، اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ قول سراسر[5] غلط ہے، جیسا کہ بیان ہوا اور بڑی بے انصافی کی بات ہے کہ ایک تو خود نیک کام سے محروم رہو اور دوسرا کرے تو اس پر لعن طعن کرو، بھلا حق تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤ گے جب کہ اس کے دوستوں کے درپے[6] ہوتے ہو، اور علاوہ فائدۂ مذکورہ کے توکل اختیار کرنے میں بہت سے دینی فائدے ہیں، اور وہ متوکلین جو مخلوق کی تعلیم کرتے ہیں ان کی خدمت کرنا تو بقدر[7] ان کے ضروری خرچ پورا ہونے کے فرض ہے، سو اپنا حق نذرانہ سے لینا کیوں برا سمجھا گیا، جب کہ غیر متوکلین بھی اپنے حقوق مار دھاڑ سے لڑائی لڑ کر وصول کرتے ہیں حالانکہ متوکلین تو بہت تہذیب سے اور لوگوں کی بڑی آرزو[8] کرنے سے اپنا حق قبول کرتے ہیں۔ اور نذرانہ قبول کرنے میں جب کہ ذلت نہ ہو۔ اور استغنا[9] اور بے پروائی سے لیا جاوے، خصوصاً جب کہ اس کے واپس کرنے میں دینے والے کی سخت دل شکنی[10] ہو تو ظاہر ہے کہ اس میں بھلائی ہے یا برائی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے حضرات جو سچے متوکل ہیں ان کو بڑی عزت سے روزی میسر[11] ہوتی ہے۔ مگر ان کی نیّت اور توجہ محض خدا کے بھروسہ پر ہوتی ہے، مخلوق کی طرف نگاہ نہیں ہوتی اور جو طمع[12] رکھے مخلوق سے اور نگاہ کرے ان کے مال پر وہ دغاباز[13] ہے، وہ ہمارے اس کلام سے خارج[14] ہے۔ ہم نے تو سچے توکل والے کی حالت بیان کی ہے، کسی کو حقیر[15] سمجھنا، خصوصاً خاصان خدا کو بڑا سخت گناہ ہے، اور ان حضرات کا اس میں کوئی ضرر[16] نہیں بلکہ نفع ہے کہ بُرا کہنے والوں کی نیکیاں قیامت کے روز ان کو ملیں گی۔ تباہی تو ان کی ہے جو بُرا کہتے ہیں کہ دین و دنیا تباہ ہوتی ہے اور یہ بھی یاد رہے

حل لغات: (۱) عقلمندی کی نگاہ۔ (۲) سمجھ۔ (۳) چھوٹا سا۔ (۴) لمبی بات۔ (۵) بالکل۔ (۶) پیچھے پڑتے ہو۔ (۷) ضروری خرچ کے برابر۔ (۸) خواہش، تمنا۔ (۹) بے توجہی۔ (۱۰) دل ٹوٹنا۔ (۱۱) حاصل۔ (۱۲) لالچ۔ (۱۳) دھوکے باز۔ (۱۴) باہر۔ (۱۵) کمتر۔ (۱۶) نقصان۔

کہ توکل کی اجازت ہر شخص کو شریعت نے نہیں دی ہے، اس کی ہمت کرنا اور اس کی شرطوں کو پورا کرنا بہت دشوار[1] ہے، اسی وجہ سے ایسے حضرات بہت کم پائے جاتے ہیں گویا کہ معدوم[2] ہیں اور بہت اچھی چیز ہمیشہ کم ہی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ یہ مقام محض معمولی توجہ سے بہت عمدہ[3] تحریر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

(۳) حدیث میں ہے کہ تحقیق[4] اللہ تعالیٰ طیب[5] ہے، یعنی کمالات[6] کے ساتھ موصوف[7] اور تمام عیبوں سے پاک ہے، نہیں قبول کرتا ہے مگر طیب کو، یعنی اللہ تعالیٰ طیب مال، یعنی حلال مال قبول فرماتا ہے، حرام مال وہاں مقبول نہیں، بلکہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حرام مال خیرات کر کے ثواب کی اُمید رکھنا کفر ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے حکم کیا مؤمنوں کو اس چیز کا جس کا کہ حکم فرمایا مرسلین یعنی رسولوں کو، پس فرمایا: اے رسولو! کھاؤ پاک چیزیں یعنی حلال، اور عمل کرو اچھے، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں، پھر ذکر فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آدمی کا جو لمبا سفر کرتا ہے، حج کرنے، علم طلب کرنے وغیرہ کو اس حال میں کہ پراگندہ[8] حال اور گرد آلودہ[9] ہوتا ہے، سفر کی مشقت سے، اور ہاتھ بڑھاتا ہے آسمان کی طرف اور کہتا ہے، اے میرے پروردگار[10]! اے میرے پروردگار! یعنی اللہ پاک سے بار بار سوال کرتا ہے کہ رحم فرما کر مقصود عطا کر دے، حالاں کہ اس کا کھانا حرام ہے اور اس کا پہننا حرام ہے اور اس کا لباس حرام ہے، یعنی خورد و نوش[11]، اور لباس مالِ حرام سے حاصل کرتا ہے اور پالا گیا مالِ حرام سے، یعنی مالِ حرام سے گذر کرتا ہے، اسی سے پرورش پاتا ہے، ہاں! جس کو والدین نے نابالغی کی حالت میں مالِ حرام سے پرورش کیا ہو اور بالغ ہو کر اس نے حلال مال حاصل کیا اور اس کو اپنی خورد و نوش اور لباس میں صرف کیا تو وہ شخص اس حکم سے خارج ہے، نابالغ ہونے کی حالت کا گناہ

حل لغات: (۱) مشکل۔ (۲) موجود نہیں۔ (۳) اچھا۔ (۴) بے شک۔ (۵) پاک۔ (۶) معنی لکھنا۔ (۷) صفات رکھنے والا۔ (۸) پریشان حال۔ (۹) گرد وغبار سے اَٹا ہوا۔ (۱۰) پالنے والے۔ (۱۱) کھانا پینا۔

فقط والدین پر ہے، پس[1] کیوں کر[2] قبول کی جاوے گی وہ دُعا اس کے لیے، یعنی باوجود اتنی مشقتوں[3] کے مالِ حرام کے استعمال کی وجہ سے ہرگز دعا مقبول نہ ہوگی، اور اگر کبھی مقصود حاصل بھی ہوگیا، تو وہ دعا کے سبب سے نہیں بلکہ اس کا حاصل ہونا تقدیرِ الٰہی کی وجہ سے ہے، جیسے کہ کافروں کے مقصود پورے ہوجاتے ہیں، اور دعا مقبول ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حق تعالیٰ بندہ پر نظر رحمت فرمائیں اور اس رحمت کی وجہ سے اس کو اس کا مطلوب[4] عطا فرمائیں اور اس طلب پر ثواب عنایت[5] ہو، سو یہ بات اسی کو مُیسّر ہوتی ہے جو شریعت کا پابند ہے اور اللہ پاک سے مقصود طلب کرے، یہاں سے معلوم ہوا کہ حلال کھانے میں بڑی برکت ہے اور واقعی اس کی خاص تاثیر[6] ہے۔ اور ایسا مال کھانے سے نیکی کی قوت پیدا ہوتی ہے، اعضاء[7] عقل کی تابعداری[8] کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا و مولانا ابو حامد محمد غزالی نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ ایک بہت بڑے دُرویش[9] سے یعنی حضرت سہیل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جو حرام کھاتا ہے، اعضاء اس کی عقل کی اطاعت چھوڑ دیتے ہیں، یعنی عقل نیکی کا حکم کرتی ہے اور وہ اس کی اطاعت نہیں کرتے، مگر یہ بات ان ہی حضرات کو معلوم ہوتی ہے جن کے دل کی آنکھیں روشن ہیں، ورنہ جن کا دل سیاہ[10] ہے وہ تو شب و روز اس میں مشغول رہتے ہیں اور خوب لذت اُڑاتے ہیں، اور ان کو کچھ بھی اثر نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ قلب کے حُسن اور دل کی بینائی[11] اور بصیرت[12] کو قائم رکھے۔ آمین۔

---

④ حضرت سیدنا عبداللہ بن مُبارک رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے عالم اور زاہد اور حضرت امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دِرہم مشتبہ[13] مال کا لوٹا دینا جو مجھے

حل لغات: ① تو۔ ② کیسے۔ ③ تکلیفوں۔ ④ اس کی چاہت۔ ⑤ دینا۔ ⑥ اثر۔ ⑦ بدن کے حصے۔ ⑧ بات مانتے ہیں۔ ⑨ بزرگ۔ ⑩ کالا۔ ⑪ دل کی نظر۔ ⑫ دوراندیشی، عقلمندی کی نگاہ۔ ⑬ شک وشبہ والا۔

ملے خواہ[1] ہدیہ[2] کے ذریعہ سے یا اور کسی طرح، زیادہ محبوب ہے چھ لاکھ درہم خیرات کرنے سے، یہاں سے اندازہ کرنا چاہیے کہ مشتبہ مال کی کیا قدر ہے، افسوس کہ لوگ صریح[3] حرام بھی نہیں چھوڑتے روپیہ ملے، کسی طرح ملے، اور حضرات بزرگانِ[4] دین مشتبہ مال اس قدر برا سمجھتے تھے، حرام مال سے بچنا سب کے ذمہ ضرور ہے، اس سے بہت بڑی احتیاط لازم ہے، بُرا مال کھانے سے بے حد خرابیاں نفس[5] میں پیدا ہوتی ہیں، یہ انسان کا ہلاک کرنے والا ہے۔

---

(۵) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے: حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ[6] کی چیزیں ہیں یعنی ان کے حلال اور حرام ہونے میں شبہ ہے، بعضے[7] اعتبار سے ان کا حلال ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعضے اعتبار سے ان کا حرام ہونا معلوم ہوتا ہے، جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے اور کم ہیں ایسے لوگ جو ان کو جانتے ہیں اور وہ بڑے بڑے عالم متقی[8] ہیں جو اپنے علم پر اچھی طرح عمل کرتے ہیں۔

پس جس شخص نے پرہیز کیا ہے، شبہ کی چیزوں سے بچالیا ہے اس نے اپنے دین کو، یعنی عذاب دوزخ سے پناہ[9] مل گئی، اور اپنی آبرو[10]، یعنی طعنہ دینے والوں سے اپنی آبرو بچالی، اس لیے کہ خلافِ شرع[11] شخصوں کو لوگ طعن دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ دین و دنیا کی بے عزتی سے بچنا ہر ذی عقل[12] پر ضرور ہے، اور جو شخص واقع ہوا[13] شبہ کی چیزوں میں وہ واقع ہوگا حرام میں، یعنی جو شخص شبہ کی باتوں سے پرہیز نہیں کرتا وہ رفتہ رفتہ[14] صریح حرام باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، جہاں نفس کو ذرا گنجائش[15] دی گئی وہ رفتہ رفتہ اِس قدر خرابی برپا کرتا ہے کہ خدا کی پناہ! ہلاک ہی کر دیتا ہے، سو جو شخص مال کے بارے میں احتیاط نہ کرے جو ملے قبول کر لے، کسی شبہ کی پرواہ[16] ہی نہ کرے وہ عنقریب[17] کھانے لگے گا۔ نفس کو ہمیشہ شریعت کا قیدی بنا کر رکھنا چاہیے، کبھی آزادی نہ دے، اور گو ایسے شبہ کا مال کھانا جس کا یہ حال معلوم نہ

حل لغات: (۱) چاہے۔ (۲) تحفہ۔ (۳) کھلا ہوا، ظاہر۔ (۴) دین کے بڑے۔ (۵) جی، جان۔ (۶) شک۔ (۷) کچھ۔ (۸) پرہیزگار۔ (۹) حفاظت۔ (۱۰) عزت۔ (۱۱) دین کے مخالف۔ (۱۲) عقل والے۔ (۱۳) پڑا۔ (۱۴) آہستہ آہستہ۔ (۱۵) ڈِھیل۔ (۱۶) دھیان۔ (۱۷) جلد ہی۔

ہو کہ اس میں کتنا حلال ملا ہے اور کتنا حرام، جائز ہے لیکن مکروہ ہے، اور رفتہ رفتہ شبہ سے صریح حرام میں مبتلا ہونے کا سخت اندیشہ ہے، لہٰذا چاہیے کہ شبہ کی باتوں سے بھی بچے، کہ اصل مقصود اور ہمت کی بات یہی ہے، خوب سمجھ لو! مثل اس چرواہے کے جو چراتا ہے گرد اس چراگاہ[1] کے جس کو بادشاہ نے اپنے جانور چرانے کے لیے خاص کرلیا ہے، قریب ہے یہ کہ چراوے اس چراگاہ میں، یعنی جو ایسی چراگاہ کے گرد چراتا ہے وہ عنقریب خاص چراگاہ میں چرانے لگے گا، یا تو اس طرح کے جانوروں کا اس طریق[2] پر چرنا کہ اس حد سے آگے نہ بڑھیں دشوار[3] ہے، یا اس طرح کہ خود چرواہے ہی کو عنقریب ایسی دلیری[4] ہو جائے گی کہ وہ اس قدر احتیاط نہ کرے گا، اسی طرح نفس کو احتیاط نہیں ہوتی، اور کبھی تو ابتدا ہی سے جہاں شبہ کے درجہ پر پہنچا، حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کبھی کچھ دنوں کے بعد یہ حالت ہوتی ہے، اور یاد رکھنا چاہیے کہ خودرو[5] گھاس کی چراگاہ کو صرف اپنے لیے خاص کرلینا اور اس میں دوسروں کو اس میں چرانے سے روکنا زمین داروں کو جائز نہیں اور یہاں تو فقط مثال بیان کرنا مقصود ہے۔ آگاہ[6] رہو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے، اور آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کی چراگاہ جس کی حفاظت کی گئی ہے، اس کے محارم[7] ہیں، یعنی جن چیزیں کو اس نے حرام فرمادیا ہے۔ تو جو شخص ان حرام چیزوں میں واقع ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی خیانت کرتا ہے، اور ظاہر ہے کہ بادشاہ کی خیانت کرنا بغاوت ہے، اور حق تعالیٰ شانہ چوں کہ اعلیٰ درجہ[8] کے بادشاہ ہیں، لہٰذا ان کی خیانت اعلیٰ درجہ کی بغاوت ہے، جس کی سزا بھی بہت بڑی ہے، آگاہ رہو کہ انسان کے بدن میں ایک بوٹی ہے جب کہ وہ درست[9] ہوگی اور اس میں باطنی یا ظاہری[10] خرابی نہ پیدا ہوگی، کُل[11] بدن درست ہوگا اور جب کہ وہ فاسد[12] اور خراب ہوگی تو خراب ہوگا

حل لغات: (۱) جانور چرانے کی جگہ۔ (۲) طرح۔ (۳) مشکل۔ (۴) بےخوفی۔ (۵) خود بخود اگنے والی۔ (۶) جان لو کہ۔ (۷) حرام چیزیں۔ (۸) اونچے درجے۔ (۹) صحیح۔ (۱۰) اندرونی اور باہری حصہ۔ (۱۱) سارا بدن۔ (۱۲) خراب۔

تمام بدن، آگاہ رہو کہ وہ بوٹی دل ہے، یعنی دل سلطان البدن[1] ہے، قلب[2] کی درستی سے تمام اعضاء کی درستی رہتی ہے، اور قلب کی درستی موقوف[3] ہے اطاعتِ الٰہی پر، گناہ کرنے سے دل اندھا ہو جاتا ہے، حاصل یہ ہوا کہ نیکیوں کا وجود موقوف ہے قلب کی درستی اور صفائی پر اور قلب کی صفائی میں اکلِ[4] حلال کو خاص دخل ہے، پس اس سے ترغیب[5] ہوئی اہتمام[6] اکلِ حلال پر۔

⑥ حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: ہلاک کرے اللہ تعالیٰ یہود کو، حرام کی گئیں ان پر چربیاں (یعنی گائے اور بکری کی چربی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے) پس انہوں نے اس چربی کو گلایا پھر انہوں نے اس کو فروخت[7] کیا، یعنی حیلہ[8] یہ کیا کہ خود چربی نہیں کھائی بلکہ اس کے دام کھائے[9] اور اس کو یہ سمجھے کہ یہ چربی کھانا نہیں ہے، حالانکہ اس حکم کا حاصل یہ تھا کہ چربی سے بالکل منتفع[10] مت ہو، اس میں بیچ کر درم کھانا بھی داخل تھا، آج کل بعضے سود خواروں نے اسی قسم کے حیلے پیدا کر لیے ہیں تاکہ ظاہر میں سود کھاویں، لیکن حق تعالیٰ عالم الغیب[11] ہے، نیت کو خوب جانتا ہے، ہرگز ہرگز ایسے حیلے نکالنا روا نہیں[12]۔

⑦ حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: نہیں ہے یہ بات کہ کمائے بندہ مال حرام کو پس صدقہ دے اس میں سے، سو اس سے قبول کیا جائے، اور نہ یہ کہ خرچ کرے اس میں سے پس برکت دی جائے اس کے لیے اس مال میں، اور نہ یہ کہ چھوڑے اپنے پیچھے، مگر ہو وہ چھوڑنا توشہ[13] اس کے لیے پہنچانے والا دوزخ کی طرف، یعنی مال حرام کما کر اگر صدقہ کرے مقبول نہ ہوگا اور خاک ثواب[14] نہ ملے گا۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حرام مال خیرات کر کے ثواب کی اُمید رکھنا کفر ہے، اور فقیر جس کو مال حرام دیا گیا ہے اس

حل لغات: ① بدن کا بادشاہ ہے۔ ② دل۔ ③ ٹھہری۔ ④ حلال کھانے۔ ⑤ رغبت دلائی گئی۔ ⑥ فکر و کوشش کرنا۔ ⑦ بیچا۔ ⑧ بہانا۔ ⑨ قیمت سے فائدہ اٹھانا۔ ⑩ نفع اٹھانا۔ ⑪ چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا۔ ⑫ مناسب نہیں۔ ⑬ زادِراہ، سفر کا کھانا۔ ⑭ مٹی یعنی معمولی ثواب بھی نہ ملے گا۔

نیت سے کہ دینے والے کو ثواب ہو اگر جانتا ہے کہ یہ مال اس طرح کا مجھے دیا گیا ہے اور وہ باوجود جاننے کے خیرات دینے والے کو دعا دے تو وہ بھی ان علماء کے قول پر کافر ہو جائے گا، اور اگر ایسا مال کسی اور خرچ میں لگایا جائے تو بھی کچھ برکت نہ ہوگی، اور اگر اپنے بعد ایسا مال چھوڑے گا تو اس کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگا، کھاویں گے وارث اور عذاب میں یہ مبتلا ہوگا، غرض مال حرام میں بجز[1] ضرر[2] کے کوئی نفع نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دور کرتا ہے برائی کو برائی کے ذریعہ سے، پس چوں کہ حرام مال خیرات کرنا منع ہے اور گناہ ہے، سو اس گناہ کے ذریعہ سے اور گناہ نہیں معاف ہو سکتے، لیکن دور کرتا ہے برائی کو بھلائی سے، پس حلال مال سے صدقہ کرنا گناہوں کا کفارہ[3] ہوتا ہے جب کہ باقاعدہ اور شریعت کے موافق[4] خیرات کرے، تحقیق خبیث یعنی مالِ حرام نہیں دور کرتا ہے خبیث کو یعنی گناہ کو۔

---

(۸) حدیث میں ہے: جنت میں وہ گوشت نہ داخل ہوگا، جو پلا ہے اور بڑھا ہے مال حرام سے، اور ہر ایسا گوشت جو پلا بڑھا ہے مال حرام سے جہنم ہی اس کے لائق ہے، یعنی حرام خور[5] جنت میں بغیر سزا بھگتے داخل نہ ہوگا، یہ مطلب نہیں کہ وہ کفار کی طرح کبھی داخل جنت نہ ہوگا، بلکہ اگر وہ اسلام پر مرا، اور تھا حرام خور، تو اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہو جاوے گا۔ اور اگر حرام کھانے سے توبہ کرے مرنے سے پہلے اور جس کا حق اس کے ذمہ ہو وہ ادا کر دے، تو البتہ حق تعالیٰ اس کا یہ گناہ معاف فرمائیں گے، اور اس حدیث میں جو عذاب مذکور[6] ہے اس سے محفوظ رہے گا۔

---

(۹) حدیث میں ہے کہ بندہ نہیں ہوتا ہے پورے پرہیز گاروں میں سے، یہاں تک چھوڑ دے اس چیز کو جس میں کچھ ڈر نہیں بسبب اس چیز کے جس میں اندیشہ[7] ہے۔ یعنی کوئی چیز بالکل حلال ہے اور کوئی کام مباح[8] اور جائز ہے، مگر اس میں متوجہ ہونے سے اور ایسے

حل لغات: (۱) سوائے۔ (۲) نقصان۔ (۳) بدلہ۔ (۴) مطابق۔ (۵) حرام کھانے والا۔ (۶) ذکر کیا گیا۔ (۷) خوف، ڈر۔ (۸) کرنے کی اجازت ہو۔

مال کے کھانے سے کسی گناہ ہوجانے کا ڈر اور احتمال[1] ہے تو اس حلال مال کو بھی نہ کھاوے، اور ایسے جائز کام کو بھی نہ کرے، اس لیے کہ اگرچہ یہ کام کرنا اور یہ مال کھانا گناہ نہیں، مگر اس کے ذریعہ سے گناہ ہوجانے کا ڈر ہے اور بُرے کام کا ذریعہ بھی بُرا ہوتا ہے، مثلاً عمدہ عمدہ کھانے اور لباس میں مشغول ہونا جائز اور حلال ہے، مگر چوں کہ حد سے زیادہ لذتوں میں مشغول ہونے سے گناہوں کے صادر ہونے کا اندیشہ ہے، اس لیے کمال تقویٰ اور اعلیٰ درجہ کی پرہیز گاری یہ ہے کہ ایسے کاموں سے بھی بچے، یا شبہ کا مال کھانا مکروہ ہے، مگر اس میں ہمت کھانے کی کرنے سے اندیشہ ہے کہ عنقریب[2] نفس ایسا بے قابو ہوجائے گا کہ حرام کھانے لگے تو ایسے مال سے بھی بچنا چاہیے۔

⑩ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام تھا، جو ان کو خراج[3] دیتا تھا، (یہاں خراج سے وہ محصول مُراد ہے جو غلام پر مقرر کیا جاتا ہے، اس کی ساری کمائی میں سے کچھ کمائی مالک لیتا ہے) پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ محصول[4] اس غلام کا کھاتے تھے، سو لایا وہ ایک دن کچھ کھانے کی چیز اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کھالیا، تو غلام نے کہا: تمھیں معلوم ہے کیا تھی یہ چیز جسے تم نے کھایا (اور کہاں سے آئی)؟ پس فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے: کونسی چیز تھی وہ جسے میں نے کھالیا؟ اس نے کہا: میں نے جاہلیت کے زمانے میں یعنی اسلام سے پہلے ایک آدمی کو کاہنوں[5] کے قاعدہ سے کوئی خبر دی تھی، اور میں اس کام کو اچھی طرح نہیں جانتا تھا، (یعنی کاہن لوگ جس طرح کچھ باتیں بتلاتے ہیں، اور وہ کبھی جھوٹ اور غلط اور کبھی سچ اور صحیح ہوجاتی ہیں، اور اس کا سچ ماننا منع ہے، اور جو اس فن کے انھوں نے قاعدے مقرر کیے ہیں، میں ان سے اچھی طرح واقف[6] نہ تھا)، مگر بے شک میں نے اس آدمی کو دھوکہ دیا،

حل لغات: ① امکان۔ ② جلدی ہی۔ ③ محصول (ٹیکس) کی رقم۔ ④ ٹیکس کے طور پر حاصل کی ہوئی رقم۔ ⑤ نجومی، آئندہ کی بات جاننے والا۔ ⑥ جاننا۔

پھر وہ مجھے ملا، سواس نے مجھے وہ چیز جو آپ نے کھائی دی بذریعہ اس کے، یعنی جو بات میں نے اس کو بتلادی تھی اس کے عوض[1] تو وہ یہ چیز ہے جس میں سے آپ نے کھایا، پس داخل فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ حلق میں پھر قے[2] فرمایا، یعنی نکال دیا تمام اس چیز کو جو ان کے پیٹ میں تھا، یعنی احتیاط اور کمال تقویٰ[3] کی وجہ سے کھانا پیٹ کے اندر کا نکال دیا کیوں کہ خاص اس کھانے کا نکالنا تو غیر ممکن تھا سو تمام پیٹ خالی کر دیا، حالانکہ اگر آپ قے نہ فرماتے جب بھی گناہ نہ ہوتا۔

---

(۱۱) حدیث میں ہے کہ جس نے کوئی کپڑا دس درہم کو خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا، نہ قبول فرمائے گا حق تعالیٰ اس کی نماز جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا، یعنی گو فرض ادا ہو جائے گا، مگر نماز کا پورا ثواب نہ ملے گا اور اسی طرح اور اعمال کو بھی قیاس[4] کرلو، خدا سے ڈرنا چاہیے کہ اول تو لوگوں سے عبادت ہی کیا ہوتی ہے اور جو ہوتی ہے وہ اس طرح ضائع[5] ہو پھر کیا جواب دیا جائے گا، قیامت کے روز، اور کیسے عذاب دردناک کی برداشت ہوگی۔

---

(۱۲) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: بے شک میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا ہوں جو تمہیں جنت سے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کر دے، مگر یہ بات ہے کہ میں نے تم کو اس کا حکم کر دیا ہے، یعنی جنت میں داخل کرنے والے اور دوزخ سے ہٹانے والے سب اعمال میں نے تم کو بتلا دیے ہیں اور میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جو تمہیں جنت سے دُور کر دے اور دوزخ سے تم کو قریب کر دے، مگر یہ بات ہے کہ میں نے تم کو اس سے منع کر دیا ہے، یعنی دوزخ میں داخل کرنے والے اور جنت سے ہٹا دینے والے کاموں سے تم کو روک چکا ہوں کہ ایسے کام مت کرو، اور بے شک روح الامین یعنی جبرئیل علیہ السلام نے میرے دل میں ڈال دیا ہے کہ بے شک کوئی نفس[6] ہرگز نہ مرے گا

حل لغات: (۱) بدلے میں۔ (۲) الٹی۔ (۳) اونچے درجہ کی پرہیزگاری۔ (۴) اسی قاعدہ پر سمجھ لو۔ (۵) برباد۔ (۶) جان، شخص۔

یہاں تک کہ پورا لے لے اپنا رزق، یعنی تقدیر میں جو رزق ہر مخلوق کی لکھا جاچکا ہے، بغیر اس قدر[۱] مل جانے کے پہلے کوئی نہیں مرسکتا، اگرچہ وہ رزق دیر میں ملے، یعنی ملنا ضرور ہے، جس وقت پر لکھ دیا ہے اسی وقت پہنچے گا، نیت خراب کرنے اور حرام کمانے سے جلدی نہیں مل سکتا، خدا سے ڈرو! یعنی اس پر بھروسہ کرو، اور اس کے وعدے کا یقین کرو، پس حرام کمانے سے بچو، اور اختصار[۲] اختیار کرو طلب رزق[۳] میں یعنی بے حد دنیا کے کمانے میں مشغول نہ ہو، حرص[۴] نہ کرو، شرع[۵] کے خلاف کمائی سے بچو، اور ہرگز نہ آمادہ[۶] کرے تم کو دیر لگنا رزق ملنے میں اس بات پر کہ تم طلب کرنے لگو اس کو خدا تعالیٰ کی معصیت[۷] سے، یعنی اگر روزی ملنے میں دیر ہو تو گناہ اور حرام ذریعوں سے رزق حاصل نہ کرو، اس لیے کہ وقت سے پہلے ہرگز نہ ملے گا۔ خواہ مخواہ گناہ بے لذت میں مبتلا ہوگے۔ اس لیے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ نہیں حاصل کی جاتی وہ چیز جو اس کے پاس ہے رزق، اور اس کے سوا جو چیز ہے، اس کی معصیت کے ذریعہ سے، رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي الْقَنَاعَةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ، وَقَالَ إِنَّهُ مُنْقَطِعٌ ، وَنَصُّ الْحَدِيْثِ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنِّيْ لَاأَعْلَمُ شَيْئًا يُّقَرِّبُكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ وَيُبْعِدُكُمْ مِّنَ النَّارِ إِلَّا أَمَرْتُكُمْ بِهِ، وَلَاأَعْلَمُ شَيْئًا يُّبْعِدُكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ وَيُقَرِّبُكُمْ مِّنَ النَّارِ إِلَّا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ، وَإِنَّ الرُّوْحَ الْأَمِيْنَ نَفَثَ فِيْ رُوْعِيْ أَنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا فَاتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمُ اِسْتِبْطَاءُ شَيْءٍ مِّنَ الرِّزْقِ أَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعْصِيَةِ اللهِ تَعَالٰى. وَلَايَنَالُ مَاعِنْدَهٗ مِنَ الرِّزْقِ وَغَيْرِهٖ بِمَعْصِيَتِهٖ.

(۱۳) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: دس حصوں میں سے نو حصے رزق تجارت میں ہے، یعنی تجارت بہت بڑی آمدنی کا ذریعہ ہے، اس کو اختیار کرو۔

حل لغات: (۱) مقدار کے۔ (۲) کمی۔ (۳) روزی کمانے۔ (۴) لالچ۔ (۵) دین۔ (۶) اکسائے۔ (۷) نافرمانی۔

⑭ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے اس مؤمن کو جو محنتی ہو اور پیشہ ور[1] ہو، نہیں پرواہ[2] کرتا ہے کہ کیا پہنتا ہے یعنی محنت ومشقت میں معمولی میلے کپڑے پہنتا ہے، اتنی فرصت نہیں اور ایسا موقع نہیں جو کپڑے زیادہ صاف رکھ سکے، لیکن جو شخص مجبور نہ ہو اس کو سادگی کے ساتھ صاف رہنا چاہیے۔

---

⑮ حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری طرف وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں، اور میں تجارت کرنے والوں میں سے ہوں، اور لیکن یہ وحی کی گئی ہے مجھ کو کہ اللہ کی تسبیح (پاکی بیان کرنا یعنی سبحان اللہ کہنا) کر و اس کی حمد[3] کے ساتھ یعنی اس کی تعریف بیان کرو، یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھو اور ہو جاؤ سجدہ کرنے والوں میں سے یعنی نماز پر ہمیشگی[4] کرو اور ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جو نماز پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں۔ اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو، یہاں تک کہ تم کو موت آجائے، یعنی حاجت سے زیادہ دنیا میں مشغول نہ ہو، کیوں کہ بقدر ضرورت[5] معاش[6] کا بندوبست[7] کرنا سب پر واجب ہے، ہاں جس میں توکل کی قوت ہو اور سب شرطیں اس میں توکل کی جمع ہوں ایسا شخص البتہ سب کام چھوڑ کر محض[8] عبادت علمیہ وعملیہ[9] میں مشغول ہو جائے۔

---

⑯ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں: فرمایا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: رحم کرے اللہ تعالیٰ آدمی نرمی کرنے والے پر، جس وقت کوئی چیز فروخت[10] کرے اور جس وقت کچھ خریدے اور جس وقت قرض طلب کرے۔

سبحان اللہ! خرید وفروخت اور قرض طلب کرنے کی حالت میں نرمی اور رعایت[11] کرنے کا کس قدر بڑا درجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شخص کے حق میں خاص طور

حل لغات: ① پیشہ کرنے والا، تاجر، دکاندار۔ ② خیال۔ ③ تعریف۔ ④ پابندی۔ ⑤ ضرورت بھر۔ ⑥ کمائی۔ ⑦ انتظام۔ ⑧ صرف۔ ⑨ علمی عبادت یعنی پڑھنا پڑھانا کتابیں لکھنا وغیرہ اور عملی عبادت یعنی نماز تلاوت وذکر وغیرہ۔ ⑩ بیچنا۔ ⑪ چھوٹ دینا۔

پر دعا فرماتے ہیں اور آپ کی دُعا یقیناً مقبول ہے، اگر اس نرمی کے برتاؤ[1] کی فقط یہی فضیلت ہوتی اور اس کے سوا کچھ ثواب نہ ملتا، تو یہی بہت بڑی نعمت تھی، حالانکہ اس رعایت اور نرمی کا ثواب بھی ملے گا۔ لہٰذا تاجروں کو مناسب ہے کہ اس صحیح حدیث پر عمل کر کے جناب رسالت مآب ﷺ کے محل کرم[2] ہوں، نیز[3] دنیا کا اس برتاؤ میں یہ نفع ہے کہ ایسے شخص کے معاملہ سے لوگ خوش ہوتے ہیں اور تجارت خوب چلتی ہے، لوگوں کا رجوع[4] ایسے معاملہ کرنے والے کی طرف بہت ہوتا ہے اور بعض اوقات خوش ہو کر دُعا بھی دیتے ہیں، واقعی بات یہ ہے کہ شریعت پر عمل کرنے والا دین و دنیا میں گویا بادشاہ ہو کر رہتا ہے اور بڑی راحت[5] سے گذرتی ہے، اس سے بڑھ کر خوش نصیب کون ہے جس کو دارین کی برکتیں حاصل ہوں اور خدا کے نزدیک اور اکثر لوگوں کے نزدیک بھی محبوب اور عزیز ہے۔ **وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: رَحِمَ اللهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرٰى وَإِذَا اقْتَضٰى۔**[6]

[بخاری: ۲۰۷۶، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ]

---

(۱۷) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے: بچو تم زیادہ قسم کھانے سے بیچنے میں، یعنی اس خیال سے کہ ہمارا مال خوب بکے بہت قسمیں نہ کھاؤ، کیوں کہ زیادہ قسم کھانے میں کوئی نہ کوئی قسم ضرور جھوٹ نکلے گی اور پھر اس سے بے برکتی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کی بے ادبی ہوتی ہے، ہاں کبھی اگر ایسا کرو تو مضائقہ[7] نہیں، اس لیے کہ تحقیق وہ کثرت سے قسم کھانا رواج[8] دینا ہے مال کو اور لوگوں کو قسم کی وجہ سے مال کے متعلق جو اُمور[9] ہوتے ہیں ان کا اعتبار[10] آجاتا ہے، پھر بے برکت کر دیتا ہے جس سے دین و دنیا کی منفعت[11] سے محرومی ہوتی ہے۔

حل لغات: (۱) معاملہ۔ (۲) کرم کے مستحق۔ (۳) اس کے علاوہ۔ (۴) متوجہ ہونا۔ (۵) آرام۔ (۶) اس مضمون کے شروع میں اس حدیث کا ترجمہ اور حوالہ لکھا ہوا ہے۔ (۷) حرج۔ (۸) عام کرنا۔ (۹) کام، معاملے۔ (۱۰) بھروسہ۔ (۱۱) فائدہ۔